

۱۹ اگست بروز جمعہ جامع مسجد دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اپنے خطبہ جمعہ کے اختتام پر بہاولپور کے المناک حادثہ کے بارے میں مختصراً اظہار خیال کیا جس سے اس مسئلہ کے دیگر کئی پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے لہذا اسے بھی ٹیپ کی مدد سے پیش کیا جا رہا ہے

حضرات علماء کرام، اور طلبہ عزیزین اور مسلمان بھائیو! نماز کے بعد بڑی عاجزی، انکسار اور توجہ و لحاح کے ساتھ ملک کی سلامتی، بقا، خیر خواہی اور بھلائی کے لئے اجتماعی طور پر دعا کریں کہ ملک کی حفاظت تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے اس وقت ملک ایک بہت نازک آزمائش میں ہے اور ملک کے اہم نازک موڑ پر اچانک ایسا حادثہ پیش آیا کہ دشمن بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے، سیاسی مخالفین بھی حیرت و اضطراب اور پریشانی میں ہیں۔ ہمارے لئے سب سے بڑا اور اور عظیم مسئلہ جو خطرہ کا نذر آئے ہے وہ جہاد افغانستان کی تکمیل اور افغانستان کی آزادی اور وہاں اسلامی حکومت کے قیام کا مسئلہ ہے۔ افغان مجاہدین نے بڑی قربانیوں کے ساتھ، دنیا کی سب سے بڑی ظالم اور جاہل طاقت کو شکست دے دی۔ ۶ لاکھ افراد اللہ کے راستے میں قربان اور شہید ہوئے ۵۰ لاکھ مسلمان اس ملک میں در بدر، ریگستانوں میں اور آسمان کی نیلی چھت تلے، مہاجرت اور مسافرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب صدر ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ ہزاروں اختلافات کے باوجود اور کئی سال سے ملک کے اندر نفاذ شریعت کے معاملہ میں ان سے جھگڑے اور نزاع کے باوجود مسئلہ افغانستان میں ان کے موقف اور استقامت کی ہم نے بھرپور تائید اور حمایت کی اور اسے اپنا دینی فرض سمجھا۔ ہماری مروجہ سیاست کے فروغ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ نہ ہم مغرب کی لادینی جمہوریت کے فروغ کے لئے صدر مرحوم سے جھگڑ رہے تھے اور نہ ضیاء الحق مرحوم سے ہماری لڑائی اس لئے تھی کہ وہ چلا جائے اور بے نظیر یا کوئی اور برسر اقتدار آجائے۔ ان چہروں کی تبدیلی ہمارے مسئلے حل نہیں ہوئے تھے اور قوم و ملک کے کوئی مفاد کی بات نہیں تھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ہماری لڑائی صدر ضیاء الحق مرحوم سے اس بات پر تھی اور ہم نے بار بار اس پر واضح کر دیا تھا کہ جناب! اللہ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اور اللہ نے اقتدار کی صورت میں آپ کو موقع بخشا ہے۔ بے پناہ وسائل اور قوت بخشی ہے اسے تم شریعت کے نفاذ میں استعمال کر کے ملک میں صحیح معنوں میں کلین نفاذ شریعت کا اعلان کر دیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے لادین سیاستدانوں، مفادپرست طبقات اور ظالم اور خود غرض لیڈروں سے نجات مل جائے۔

وہ مسلسل اسلام کی آواز بلند کرتے رہے۔ جذبات بھی ان کے یہی تھے۔ احساسات بھی تھے، مگر شوقی قسمت

کہ ان کے ہاتھ سے نفاذ اسلام کا مرحلہ تکمیل تک پہنچ سکا۔ میں نے کل سینٹ میں بھی اپنی تقریر میں یہی کہا کہ اللہ نے اس کو بڑا موقع بخشا تھا اور پھر نظام اپنے دعاوی، اعلانات اور جذبات اور اسلامی فکر کے لحاظ سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ ان کے ہاتھوں قوم منزل مقصود تک پہنچ سکے گی۔ ان کی باتیں اسلام کی محبت سے بھرپور اور جذبات اسلام سے معمور ہو کرتے تھے۔ ان کے دل میں درد تھا۔ تڑپ تھی۔ شب و روز ان کا یہی ورد تھا۔ مگر اب خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے لئے کیا موانعات تھے؟ کیا کیا اور کون کون سی رکاوٹیں تھیں؟ کاش کہ ملک میں مکمل نفاذ شریعت کی سعادت بھی ان کی قسمت میں لکھی ہوتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ایک بے مثال مقام اسے حاصل ہوتا اور ملک کو ہمیشہ کے لئے بے دین اور پیشہ وریستانوں سے نجات مل جاتی۔

مگر یہ اللہ کو منظور نہ تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشنده

بہر حال ملکی حالات اور نفاذ شریعت کا مسئلہ تو ہمارے اپنے ملک اور اپنے گھر کی بات تھی اس مسئلے پر ہم نے ان سے لڑائی لڑی، مطالبے کئے، تحریکیں کیا سی دباؤ ڈالا۔ جس کے نتیجے میں مرحوم کوئی قدم اٹھا بھی لیتے، کچھ اقدامات کر بھی لیتے گو کہ وہ ناقص ہوتے اور اصلاح طلب بھی۔ ہم نے سات اپریل ۸۸ء کو جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام صدر ضیاء الحق مرحوم کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران اسمبلی کے گیٹ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا تھا۔ نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا تھا اور کتبے لگائے تھے اور ان پر لکھا تھا۔ ”شریعت بل منظور کرو اور منافقت چھوڑ دو“۔ شریعت بل سے مواضع و انکار کر کے خدا کے غضب کو دعوت نہ دو“۔

اور پھر جب صدر مرحوم اسمبلی گیٹ کے سامنے آئے تو میں نے ان کلمات کا ہار بن کر صدر ضیاء الحق کے سامنے اڑ گئے اخبارات میں اس کی تفصیلات آئیں اور احمد رضاؒ کہ اس میں نے کوئی لچاک اور کوئی مداہنت نہیں کی اور اپنی لڑائی حسن طریقہ سے جاری رکھی۔

مگر ایک دوسرا مسئلہ جو عظیم مسئلہ اور تمام امت مسلمہ کی اہمیت کا مسئلہ ہے، وہ مسئلہ افغانستان ہے۔ مسئلہ افغانستان میں ہم شرح صدر کے ساتھ پہلے روز سے صدر مرحوم کو حق پہ سمجھتے تھے۔ مسئلہ افغانستان اور اس کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر آج تمام عالمی طاقتوں کو اس بات کا اعتراف ہے۔ تمام دوست اور دشمن اس بات کے قائل ہیں کہ اس مسئلے کی کامیابی اور مقصد سے ہمکناری کا سہرا افغان مجاہدین اور مرحوم صدر ضیاء کے سر ہے اس تمام گاڑی کے ڈرائیور وہی تھے۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اس مسئلے میں کس طرح دباؤ اور خوف میں رکھے ہوئے تھیں مگر مرحوم صدر نے اس مسئلے میں تمام امور کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ کل مجھے مرحوم ضیاء الحق کے ایک قریبی معتمد سکرٹری نے رور کر بتایا اور کہا کہ صدر صاحب کے ساتھ میں ایک غیر ملکی دورے میں شریک تھا تو اس وقت روس کی ایک ذمہ دار شخصیت نے لب و لہجہ

بدل کر صدر مرحوم سے کہا کہ ہمارے اس علاقہ میں جو عزائم اور مقاصد ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں ان کی تکمیل اور تحصیل میں آپ ہمارے لئے سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے ہر طریقہ استعمال کیا مگر آپ کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ اگر آپ نے اپنی پالیسی تبدیلی اور چپک پیدائش کی تو آپ کو اس طرح اچاک لیا جائے گا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔

تو اس موقع پر صدر رضی اللہ عنہ نے بڑے اطمینان سے اسے جواب میں کہا۔ دیکھو میں مومن اور مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان میرا اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ میری جان اسی کے قبضہ میں ہے۔ میری موت و حیات کے وہی مالک ہیں۔ اگر تم لوگ میری ایک ایک بوٹی کر کے فضا میں بکھیر دو تب بھی اس مسئلہ میں میں ہرگز نہیں جھکوں گا۔

وہ شخص یہ بات بیان کرتے جاتے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے رو رہے تھے۔

دو تین ماہ سے روس اس قسم کی باتیں کر رہا تھا اور اس کی جانب سے دھمکی آمیز خبریں آرہی تھیں۔ منزل قریب تھی۔ روس کے تمام عزائم، مقاصد اور سکیپیں ناکام ہو رہی تھیں۔ مجاہدین نے بڑی تیزی اور پامردی سے اپنے حملوں کی یلغار کر دی۔ مرحوم صدر ضیاء الحق جنیوا معاہدہ کے اول روز سے موجودہ شکل میں مخالف تھے۔ وہ مجاہدین کے بغیر ایسے معاہدہ کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ مگر نام نہاد جمہوریتیں یہاں پر بھی وہ کام کر لگی جو مسلمانوں کی حریت اور جوش جہاد پر ایک کاری ضرب تھی۔ جب جمہوری دور آیا تو اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جوینجو پریم نے ساری حقیقتیں واضح کر دیں تمام پہلوؤں سے آگاہ کر دیا۔ کہ روس اور امریکہ دونوں افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت کے مخالف ہیں۔ وہاں کی حکومت اور مستقبل کا آزاد اسلامی ریاست مجاہدین کا حق ہے۔ ان کی شرکت اور رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ، معاہدہ نہیں۔ لیکن وزیر اعظم نے ساری باتیں پس پشت ڈال دیں۔ اور جنیوا معاہدے پر دستخط کر دئے۔ جناب جوینجو صاحب کی شکست اور ان کی حکومت کی ناکامی اور برخواستگی کی ایک باطنی وجہ یہی ہے کہ اس نے مجاہدین کی قربانیوں اور خون شہیدان سے غمگین نہ کیا۔

ماہ دو ماہ سے روس نے واضح طور پر صدر ضیاء مرحوم اور حکومت پاکستان کو وارننگ دی تھی کہ اگر پاکستان اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرتا اور ہاجرین کی مدد ترک نہیں کرتا تو ہم پاکستان کی اعلیٰ شخصیات کو نشانہ بنائیں گے۔ اس وارننگ کے بعد صدر مرحوم کے قریبی رفقاء نے ان سے واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ ان دھمکیوں کے بعد اب عام سفر بند کر دیں۔ ہر قدم حزم و احتیاط سے اٹھائیں۔

مرحوم صدر نے اس وقت بھی یہی کہا کہ تم کیسے مسلمان ہو کہ ایسی باتیں کرتے ہو۔ جو گوئی میرے مقدر میں لکھی ہے وہ ضرور مجھے ملے گی۔ بہر حال ایسے حالات میں کہ جب جہاد افغانستان میں مسلمانوں کی قربانیاں ٹھکانے لگ رہی تھیں تو تمام ارباب بصیرت اور اہل دانش کی رائے یہی ہے کہ اس جہاد افغانستان کی پاداش میں مرحوم صدر ضیاء الحق کو سازش کے ذریعہ قتل کر دیا گیا۔ تاکہ جہاد سر دھڑ جائے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مجاہدین کی یلغار روکی جاسکے۔

بہر حال مرحوم صدر نے مسئلہ افغانستان میں ملت مسلمہ کا سر فخر اونچا کر دیا ہے۔ اس نے دنیا کی ایک بڑی سپر

طاقت اور روس جیسی ظالم طاقت کو مجبور کر دیا کہ آج وہ پسپائی کر رہی ہے۔ ہماری عظمت رفتہ جو بنگال میں برابر ہوتی تھی الحمد للہ آج جہاں افغانستان میں وہ دوبارہ بحال ہو گئی۔

جہاد کی کامیابی کا سہرا مجاہدین اور صدر رضیاء مرحوم کے سر ہے۔ آج پریشانی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایسے حالات کا وقت پیش ہوا کہ اس مسئلہ میں ان کا متبادل بظاہر کوئی دوسرا انتظام نہیں ہے۔ خط الرجال ہے، خلا ہے۔ آج تمام مسلمان سربراہوں کا اپنے ذاتی کردار و عمل کے لحاظ سے آئنا و زن نہیں ہے اور وہ ایمانی قوت اور خالص اسلامی زندگی نہیں ہے مرحوم صدر تو مسلمانوں کے معبود اول کے ایک رہنما تھے۔ شاہ فیصل مرحوم جب امت مسلمہ کے اتحاد اور اس کی ترقی کے فکر و غم میں شب و روز لگے رہے تو اسے راستے سے ہٹا لیا گیا اور آج ایسے حالات ہیں جب مسئلہ افغانستان کامیابی سے ہلکا رہنے والا تھا تو رضیاء مرحوم کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اور پھر ہمارے ملک میں تو فقط ہی قحط ہے۔ ڈیڑھ پانچ کی مسجدیں سب بے بن بنا رکھی ہیں۔ کفر بے حیائی، الحاد اور مخالف اسلام ازموں کے نعرے لگ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کو لوٹا جا رہا ہے۔ بزرگوں کی داڑھیوں کو نوچا جا رہا ہے ایسے حالات میں ملکی مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ افغانستان بھی ویسے کا ویسا رہ گیا ہے۔ مگر اللہ سے مایوس نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین کے خون کو رائیگاں اور ضائع نہیں ہونے دیں گے میرا یقین ہے کہ انشاء اللہ وہاں اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی مگر ظاہری اسباب اور وسائل کی حد تک ملک کے ارباب حل عقد کے لئے ایک بہت بڑا اور خطرناک اور حساس موڑ آ گیا ہے۔

یہ خفاقی تو بعد میں سب پر واضح ہوں گے کہ ہمیں کتنا بڑا خسارہ پہنچا۔ مرحوم صدر کے ساتھ ہمارا ملکی سطح پر نفاذ شریعت کے معاملہ میں اختلاف تھا۔ سیاسی جنگ شروع تھی وہ اسلام کا نعرہ لگاتے تو ہم نے عملاً نفاذ شریعت کے لئے اس کے گہر بیان میں ہاتھ ڈالا کہ اس ملک میں اسلام نافذ کر دو۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

قائد شریعت، محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا سائنس ارتحال

پرچہ پریس جارہا تھا کہ پون صدی کی تابتا کی اور تابتا بندگی کے بعد آفتاب علم و عرفان اور ماہتاب رشد و ہدایت غروب ہو گیا۔ یعنی دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم، محدث کبیر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

مطابق ۸ ستمبر ۱۹۸۸ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تفصیلات اگلے شمارہ میں

اللہم اغفرلہ وارحمہ واکرم نزلہ وابدلہ داراً خیراً من دارہ واهلاً خیراً من اہلہ وادخلہ الجنة برحمتک یا رحیم